© rasailojaraid.com

مقالات

مسئلہ سود پر ایک معاشی نظر

(۳)

از جناب مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی

فے سے انکار قومی جرم ہے | یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچے کھچے سرمایہ دار، قلیل البضاعۃ اس حلال ہی بلکہ
بالفاظ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طیب آمدنی کو جسے میں "فے" "یا" "پھاؤ" کہتا ہوں اور جس کے
متعلق قرآن کا صریح حکم "فکلوا حلالاً طیباً" ہے" نہ لے کر قومی جرم اور قومی خودکشی کے مرتکب
ہو رہے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کے سرمائے جو بنکوں میں محفوظ ہیں ان کے لاکھوں روپیہ
کا "فے" صرف یہی نہیں کہ غیر اسلامی قوتوں کی بالیدگی ہے اور مسلمانوں کے لیے معاشی راہوں کے
بدلنے سے ہر مال بیکار ہو جاتا ہے بلکہ سنا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی اس "فے" کی آمدنی سے مسلمانوں ہی کے
بچوں، عورتوں، اور غریبوں، کو اسلام سے چھڑا چھڑا کر محمد رسول اللہ کی صف سے توڑ توڑ کر غیروں
کی صف میں بھرتی کیا جا رہا ہے کھلے بندوں،

یُخْرِجُونَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا "نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو۔ یہ کہ تم اپنے "رب"
بِرَبِّکُمْ "(ممتحنہ) پر ایمان لائے"!

کا ارتکاب ہو رہا ہے، یہ اپنے قوم کے ساتھ غداری نہیں تو اور کیا ہے[1] ہائے مسلمانوں ہی کی چاندی

[1] ترجمان القرآن۔ محتاط علماء نے اس خیال سے کہ سود کی رقم بنک میں چھوڑ دینا کفار کے لیے موجب تقویت ہو جانے گا یہ فتویٰ دیا ہے کہ سود بنک سے لیکر غریب مسلمانوں پر صدقہ کر دیا جائے یا مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کسی کام پر خرچ کر دیا جائے۔ یہ فتویٰ نہایت درست ہے۔ فقہ میں مال محظور کے متعلق یہ مسئلہ موجود ہے کہ اگر غلطی سے ایسا

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھری سے مسلمانوں کا ذبح کرنا کس نے جائز قرار دیا؟ کیا خدا نہیں دیکھ رہا ہے؟ امام الدنیا والدین رسول رب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبریں نہیں پہنچ رہی ہوں گی؟ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دنیا والو! دیکھو، سود کے جالوں میں پھنسا کر یورپ، تھچم، اُتّر، دکھن، کے لوگ دل کھول کر شکار کر رہے ہیں۔ سود دو، یا کھیت دو یا جائداد دو، یا مکان دو، یا عرب کے امّی لقب صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ چھوڑو۔ ان مہروں کی شطرنج پر کیسی دردناک بازیاں کھیلی جا رہی ہیں[1]۔

بینک کا سود سچ یہ ہے کہ بینک زیادہ تر سود خواروں کی باضابطہ کمیٹیوں کا نام ہے لیکن جب اس کا تنظیمی و اختیاری عملہ وہ نہیں ہوتا جن سے مسلمانوں کو روکا نہیں گیا ہے تو اب اس کمیٹی کی ممبری یا رکنیت نہیں ہے، بلکہ اس کمپنی سے معاملہ ہے جو لوگوں کو سود پر قرض دیتی ہے۔ پس مسلمانوں کو اس طیب نفع سے انکار کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ وہ کمپنی کیا کرتی ہے؟ کس کو قرض دیتی ہے؟ کن سے سود لیتی ہے؟ یہ اس کا اپنا معاملہ اور جدید عقد ہے جس سے اس معاملہ کو قطعاً نسبت نہیں، جو ایک مسلمان نے ارباب بینک سے کیا ہے، بلکہ بین الملی قوانین کے جو دفعات آئین اسلامی سے گذر چکے ان کو سامنے رکھنے کے بعد بینک والوں کے سارے کاروبار جس کسی سے ہوں صحیح ہو جاتے ہیں[2]۔ فلیتدبر۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۶۔ مال لے لیا گیا ہو، یا مجبوراً کسی مصلحت سے لینا پڑا ہو، تو اس کو صدقہ کر دینا چاہیے پس جو نقصان مولٰنا بیان فرما رہے ہیں اس سے بچنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ سود کو نفع قرار دینے کی کوشش کی جائے۔

[1] ترجمان القرآن۔ اس کا جواب مولٰنا نے خود ہی اپنے مضمون کے آخری حصہ میں دے دیا ہے۔

[2] 〃 〃 ۔ بینک کے سود میں کراہیت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ ہم جو رقم بینک میں رکھواتے ہیں اس کو بینک والے منجملہ اور معاملات کے، سودی قرض کے کاروبار میں بھی لگاتے ہیں، اور جن لوگوں کو یہ سودی قرض دیا جاتا ہے ان میں مسلم اور غیر مسلم سب شامل ہوتے ہیں اس طرح جو سود ہم کو بینک سے وصول ہوتا ہے وہ صرف غیر مسلموں ہی کی جیب سے نہیں آتا بلکہ مسلمانوں کی بھی جیب سے آتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم مسلمان سے براہ راست سود نہیں کھاتے بلکہ بینک کے واسطے سے کھاتے ہیں۔ مولٰنا اس اعتراض کو یہ کہکر رفع فرماتے ہیں کہ "حربی" بینکر نے خود ہماری امانت کے روپے میں سے جب کسی مسلمان کو قرض دیا اور اس پر سود وصول کیا تو یہ سود کی رقم جائز طور پر اس کی ملک ہو گئی۔ اب اس کے بعد جب ہم نے اس سے اپنی اسی امانت پر سود وصول کیا تو گویا ہم نے "حربی" کے مال پر (جو ہمارے لیے مباح اور حلال وطیب ہے) قبضہ کیا۔ اب یہ سوال باقی رہ گیا کہ جب ہم کو یہ معلوم ہے کہ یہ کافر حربی خود ہمارے دیے ہوئے ہتھیار سے مسلمانوں کو ذبح کرتا ہے، اور پھر ان کے گوشت میں سے ہم کو بھی حصہ دیتا ہے۔ تو ہم اپنا ہتھیار اس کو دیں ہی کیوں؟ مولٰنا نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہاں میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں اور ہمیشہ کہوں گا کہ جو ایسا کرتے ہیں وہ وطن کی پاسبانی نہیں کر رہے ہیں۔ وطن والوں کے ساتھ وطن کے مزدوروں کے ساتھ، غریبوں کے ساتھ اچھا نہیں کر رہے ہیں لیکن جو وطن کا محافظ ہے، جس حکومت کو وطن کے باشندوں کی نگرانی سپرد کی گئی ہے جب وہی ان معاملات کو وطن کی بہبودی اور ترقی کا ذریعہ سمجھتی ہے اور خود وطن والے بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں تو مسلمان وطن کی وفاداری میں کیا اپنی قوم سے غداری کریں؟ حالانکہ وطن تو وطن ان پر تو خاندانی حقوق کے سلسلہ میں بھی قومی غداری حرام ہے قرآن کا عام اعلان ہے۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (الممتحنہ)

تمہارے رشتے اور تمہارے بچے قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے خدا تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسے دیکھ رہا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ ہمیں صبر کا حکم دیا گیا ہے اور خاص وقت تک صبر ہی ہمارے لیے بہتر ہے لیکن کیا قانون صبر کے ساتھ "مجازاۃ بالمثل" کی بھی قرآن ہی نے تعلیم نہیں دی ہے:۔

فَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ

اگر تم پر زیادتی کی جائے تو تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو جتنی تم پر کی گئی اور اگر صبر کرو گے تو صبر کرنے والوں کے لیے بھی بہتر ہے

لیکن صبر کی کوئی نہایت بھی ہے؟ استقلال کی کوئی حد بھی ہے؟ جس نے صبر سکھایا اسی نے تو

لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو

لہ ترجمان القرآن - اس مسئلہ میں وطن کی وفاداری یا قوم کی غداری کا قطعاً کوئی سوال نہیں۔ اہل ایمان صرف اس بنا پر سود سے باز رہتے ہیں کہ خدا نے اس کو مطلقاً حرام کیا ہے۔ آپ اس روک کو ہٹا دیجیے۔ پھر کسی اور دلیل کی حاجت نہ رہے گی۔ سرحدی پٹھان کی طرح ہندوستان کے مسلمان بھی سود خواری میں مارواڑی سے دس قدم آگے ہوں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی سکھایا قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے سونے والے یورپ کے غازی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تہلکہ کی تفسیر فرمائی ہے عوام نہیں تو کیا اس سے خواص بھی جاہل ہیں؟ نفے کا نہ لینا وطنی جرم بھی ہے | بلکہ سوچنے والے تو یہ کہتے ہیں کہ اس نفے کا نہ لینا صرف اپنی قوم کے ساتھ ہی نہیں بلکہ وطن والوں کے ساتھ بھی دشمنی ہے۔ زہر کھانے والے کو دیکھ کر صرف دل میں افسوس کرنا یہ حقیقی ہمدردی ہے؟ یا آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے زہر کا چھین لینا سچی بہی خواہی ہے؟[1]

من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ۔ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان۔

تم میں سے کوئی بری بات دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدلے نہ زور رکھتا ہو تو زبان سے اسے پلٹے اس کی بھی مجال نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ پرلے کمزور ایمان والا ہے۔

حدیث کی ساری کتابوں میں لکھتے ہو لیکن پھر بھی ایمانی ضعف کے دائرے سے نکلنے کی لوگوں میں جرأت نہیں ہوتی۔ خصوصاً جب استطاعت بھی ہو، حکومت کی قوت تمہارے ساتھ ہو، وطن والے اس معاملہ میں تمہارے ہمنوا ہوں تو بتاؤ تمہارے لیے کیا عذر باقی رہا؟ کیا جو لوگوں کے گال پر تھپڑ مارتا ہے وہ جرم کے نتائج و آثار کو اس وقت تک سمجھ سکتا ہے جب تک خود اس کے رخساروں کو بھی اسی گزند کی خوراک نہ دی جائے جس کو اب تک اس نے نہیں چکھا ہے؟[2] اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو وہ

[1] ترجمان القرآن۔ زہر چھین لینا تو ضرور بہی خواہی ہے مگر اسے چھین کر خود کھا جانا اور پھر اس زہر کو کشتہ طلا سمجھنا۔ نہ بہی خواہی ہے نہ عقلمندی۔

[2] ترجمان القرآن۔ ہندو، یہودی، عیسائی، سب آپس میں ایک دوسرے کے گال پر تھپڑ مار رہے ہیں، اور صدیوں سے مار رہے ہیں۔ مگر یہ گزند کی خوراک چکھنے اور چکھانے کے باوجود وہ اس کے نتائج و آثار کو نہیں سمجھتے پھر کیونکر امید کی جائے کہ مسلمانوں کے چند ہلکے سے تھپڑ ان کو اس قدر چونکا دیں گے کہ وہ اس جرم ہی سے باز آجائیں گے؟ مولانا غالباً یہ سمجھ رہے ہیں کہ سود دینے والے صرف مسلمان ہیں، غیر مسلم صرف سود لیتے ہی ہیں دیتے نہیں ہیں۔ اسی لیے ان کا یہ خیال ہے کہ جب مسلمان بھی سود دینے پر اتر آئیں گے تو سود خوار غیر مسلم گھبرا اٹھیں گے اور بالآخر برٹش گورنمنٹ

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۰)

© rasailojaraid.com

بیچارے غریب انسانوں کی نازک کھالوں کو اپنی انگلیوں میں قوت پیدا کرنے کی مشق گاہ خیال کرے گا۔" فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۔

ہو سکتا ہے کہ جو گزند آج مسلمانوں کو پہونچایا جا رہا ہے جب اس کا احساس دوسروں کو بھی ہوگا تو ممکن ہے کہ حکومت ہی ان معاملات کو قانوناً بند کر دے۔ اگر وہ ایسا کرے گی تو اس وقت سب سے پہلے اس قانون کی تعمیل کے لیے جن کا سر مذہب جھکا دے گا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوگی جو دنیا میں اعلیٰ اور برتر مکارم اخلاق کی تکمیل ہی کے لیے مبعوث ہوا تھا۔ نحن احق بمکارم الاخلاق "ہم مسلمان سب سے پہلے عمدہ اور بلند اخلاق کے حقدار ہیں" اس وقت ہم مذہب کے مجرم ہوں گے اگر قانون وقت کے ساتھ عذر کریں گے، اگر حکومت نے بھی نہ سنا تو کیا تم تعجب کرتے ہو کہ جو دکھ مسلمانوں کو پہنچا جب اسی میں دوسرے تڑپیں گے تو "دہن توپ" کے اس وعظ سے وطن والے اسی طرح لاپروائی برتیں گے جس طرح وہ زبان و قلم کے واعظوں پر قہقہے لگاتے رہے ہیں[1] اگر انہوں نے آگے چل کر ہم سے ان معاملات کے اٹھا دینے کا کبھی معاہدہ کیا تو کیا مسلمانوں کو ان کے خدا نے اس کی اجازت نہیں مرحمت فرمائی ہے۔ کہ

تکملہ حاشیہ صفحہ ۱۹: سودی لین دین کو قانوناً ممنوع قرار دے دے گی مگر صورت واقعہ یہ نہیں ہے۔ تمام غیر مسلم قومیں سود لیتی بھی ہیں اور دیتی بھی ہیں۔ مسلمان ان سے سود لے کر انہیں کوئی نیا مزہ نہیں چکھائیں گے۔ البتہ خود ایک نیا مزا ضرور چکھیں گے جو ممکن ہے کہ انہیں بے خود کر کے "بھاؤ" اور "غیر بھاؤ" کے فرق سے غافل کر دے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ مسلمان کچھ ایسے بڑے سرمایہ دار بھی نہیں ہیں کہ اگر وہ سود دینے پر اتر آئے تو مارواڑیوں اور مہاجنوں کے دیوالے نکلنے کی نوبت آجائے گی، اور یہ سب کے سب ہار مان کر حرمت سود کا قانون بنوانے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

[1] ترجمان القرآن۔ ان کے قہقہے پھر بھی بند نہ ہوں گے بلکہ وہ ایک اور زور کا قہقہہ لگائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ آخر کار معاشی اور مالی معاملات میں اسلام کا ناقابل عمل ہونا ثابت ہو گیا اور یہ بات کھل گئی کہ سود کی حرمت عملی دنیا میں چلنے والی چیز نہیں۔ جس طرح طلاق اور وراثت اور نکاح ارامل وغیرہ مسائل میں آپ ان کے مذہبی قانون کی جدید ترمیمات پر فخر کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی اسلام کی "کمزوری" کا اشتہار دینے کے لیے سود کے مسئلہ میں آپ کی بدلی ہوئی روش کو ایک نمایاں مثال کے طور پر پیش کریں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ	اللہ تم کو ان لوگوں سے نہیں روکتا جو دین میں تم سے نہیں جھگڑتے اور تمکو وطن سے بے وطن نہیں کرتے کہ ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے ساتھ انصاف کرو۔ انصاف کرنے والوں کو خدا پیار کرتا ہے۔

ایسے معاہدوں پر جو اُمّت سب سے پہلے دستخط کرے گی وہ وہی ہوگی جو تمام دنیا کے لوگوں کو نفع پہونچانے کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔ ہم دل سے بھی ان معاملات کو بُرا جانیں گے، زبان سے اس پر اصرار کریں گے، حکومت کو بھی ادھر بار بار توجہ دلائیں گے، وطن والوں سے بھی کہیں گے۔ جس طرح اب تک کہا ہے، آئندہ بھی کہیں گے، زور سے کہیں گے، اور مسلسل کہیں گے۔ ہم کو وطن سے بے وطن اور اپنے گھروں سے بے گھر بنانے پر وہ جس قدر بھی چاہیں اصرار کریں، لیکن ہم ان کی بہی خواہی میں کبھی کمی نہ کریں گے اور اسی بہی خواہی کے سلسلہ میں زبان سے آگے بڑھ کر ہم ہاتھ سے بھی اپنے:-

"نَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ" "بری باتوں سے روکنا"

اور "امر بالمعروف" "اچھی جانی پہچانی باتوں کا حکم دینا"[1]

کے آسمانی فریضہ کو ادا کریں گے جس کے لیے ہم بنائے گئے ہیں .... تا ایں کہ وطن کے

[1] ترجمان القرآن۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا یہ طریقہ تو نہایت ہی عجیب ہے کہ جس منکر سے ہم دوسروں کو روکنا چاہتے ہیں اسی میں خود مبتلا ہو جائیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی شخص شراب پی کر دنگا فساد کرتا ہو اور نصیحت سے نہ مانے تو ہم خود اس کے ساتھ بیٹھ کر شراب پئیں اور ویسا ہی دنگا فساد مچا کر اس سے کہیں کہ دیکھو اس حرکت سے یہ تکلیف ہوتی ہے۔ اب یا تو ہم سے معاہدہ کرو کہ نہ تم شراب پیو گے نہ ہم پئیں گے یا نہیں تو یاد رکھو کہ ہم تم سے زیادہ شراب پی کر اور تم سے زیادہ دنگا کر کے دکھائیں گے۔ اس طریق نصیحت سے ترک میخواری کا معاہدہ تو شاید نہ ہو، البتہ ہوگا یہ کہ زاہد کو درمیخانہ پر دیکھ کر رند میخوار ایک نعرہ فتح بلند کرے گا۔ اور پکار اٹھے گا کہ میکشوں کی ٹولی میں شیخ کی آمد مبارک!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرزندوں کا، ہمارے پڑوسیوں کا اس کی خرابی وضرر رسانی پر اتفاق ہو جائے۔ ٹوٹے ہوئے دل یونہی مل گئے، اور وہ تو ان شاء اللہ ایک دن مل کر ہی رہیں گے۔

اسلامی حکومتوں اور ریاستوں کا حکم

مسئلہ ختم کرنے سے پہلے چند باتیں اور بھی قابل ذکر رہ جاتی ہیں آخر ان کو کیوں چھوڑا جائے؟ جب اسلامی قوانین ہماری رہنمائی ودستگیری کے لئے ہر حال میں تیار ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن اسلامی ممالک میں شرعی قانون کسی نہ کسی وجہ سے اٹھ گیا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ وہاں کے حکام وولاۃ سلاطین وملوک تو مسلمان ہیں۔ شامی میں اس کا فتویٰ موجود ہے کہ اگر سلاطین اسلام ان ممالک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی قوت رکھتے ہیں اور باوجود اس کے نفاذ نہیں کرتے، تو آیا ملک دارالاسلام ہی رہے گا، لکھتے ہیں:۔

وبهذا ظهر ان ما فی الشام من جبل تیم الله المسمّی بجبل الدروز وبعض البلاد التابعة له کلها دار اسلام لانها وان کانت لها حکام دروز او نصاریٰ ولهم قضاة علی دینهم وبعضهم یعلنون بشتم الاسلام والمسلمین لکنهم تحت حکم ولاة امورنا وبلاد الاسلام محیط ببلادهم من کل جانب واذا اراد ولی الامر تنفیذ احکامنا فیهم نفذها۔

(ص ۲ شامی ج ۳)۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ شام کا علاقہ کوہ تیم اللہ جس کا عام نام جبل دروز ہے اور دوسرے شہر جو اس کے تابع ہیں سب دارالاسلام ہیں کیونکہ اگرچہ وہاں دروزیوں کا یا عیسائیوں کا قانون ہے اور ان کے جج وحکام ان ہی کے مذہب کے ہیں اور ان میں بعض علانیہ مسلمانوں کو اور اسلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ اسلامی حکومت کے ماتحت ہیں اور اسلامی ممالک ان کو چاروں طرف سے محیط ہیں اور مسلمانوں کا امیر اگر چاہے تو ان میں ہمارے (یعنی اسلامی احکام) نافذ کر سکتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ جن ممالک میں مسلمان سلاطین یا ولاۃ امور باوجود ارادہ کے اسلامی احکام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے نفاذ پر قادر نہوں وہ دار الاسلام باقی نہیں رہ سکتے۔ واللہ اَعلَمُ بالصَّواب۔

باقی یہ مسئلہ کہ اس قسم کے غیر اسلامی ممالک میں جمعہ، عید، وغیرہ کا نظم کس طرح ہوگا، شامی میں اس کے متعلق موجود ہے:۔

کل مصر فیه والٍ مسلم من جهة الکفار یجوز منه اقامة الجمع والاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاء وتزویج الایامی۔ (ص ...... ناقلاً عن جامع الفصولین)۔	ہر وہ شہر جہاں کا رئیس کفار کی منظوری سے ہو اس کی جانب سے جمعہ اور عید کا قیام کرنا جائز ہے اور اس ملک کا خراج لینا بھی نیز عدالت کے قضاۃ و احکام کے تقرر کا بھی اسے اختیار ہے، اور بیواؤں کی شادی بھی وہی کردے۔

لیکن جب غیر اسلامی ملک میں غیر اسلامی حکومت کا کوئی تسلیم شدہ مسلمان رئیس نہ ہو تو اس کے متعلق یہ حکم ہے:۔

ؔ ترجمان القرآن۔ مولانا کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی اسلامی ریاستیں بھی دار الحرب کی تعریف میں داخل ہیں اور ان کی غیر مسلم رعایا بھی حربی ہے جس کے اموال مباح ہیں۔ اس اجتہاد کے لئے کم از کم فقہ حنفی میں تو کوئی گنجائش ہے نہیں۔ فقہا کی تصریحات ملاحظہ ہوں: حواشی در المختار للطحاوی میں ہے لو اجریت احکام المسلمین و احکام الشرك لا تکون دار الحرب۔ فتاوی بزازیہ میں ہے فاذا وجدت الشرائط کلها صارت دار الحرب فعند تعارض الدلائل والشرائط یبقی ما کان او یترجح جانب الاسلام احتیاطاً۔ خزانۃ المفتین میں ہے ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب متی لم یبطل جمیع ما صارت به دار الاسلام ...... فما بقی علاقة من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام۔ ان تصریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ حیدر آباد اور بھوپال اور جوناگڈھ وغیرہ ریاستیں دار الحرب ہو گئی ہیں اور ان کی غیر مسلم رعایا حربی ہے۔ مولانا جانتے ہوں گے کہ فقہ اسلامی میں دار الحرب، دار الاباحۃ کا دوسرا نام ہے جہاں عارضی طور پر قانون اسلامی کی اکثر بندشیں ضرورۃً کھول دی جاتی ہیں اگر ان عارضی اباحتوں کو استمراری حیثیت دے دی جائے تو مسلمانوں کا مسلمان رہنا غیر ممکن ہے۔ مثال کے طور پر اگر لارڈ ولزلی کے سبسیڈیری الائنس میں شریک ہونے کے بعد سے علمائے اسلام حیدر آباد کو دار الحرب قرار دے کر دار الاباحت بنا دیتے تو ۱۲۶ برس کے اندر اس ریاست کے مسلمان اس قدر مسخ ہو چکے ہوتے کہ آج ممالک اسلامیہ کا کوئی شخص ان کو پہچان بھی نہ سکتا کہ یہ مسلمان ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن ایک ایسا ملک جہاں کے ولاۃ کفار ہیں تو مسلمانوں وامافی بلاد علیھا ولاۃ کفار فیجوز
کو یہ جائز ہے کہ اس شہر میں بھی خود جمعہ اور عیدین للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد ویصیر
قائم کریں، قاضی مسلمان باہمی سمجھوتہ سے مقرر کرلیں، القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب
لیکن ان پر مسلمان رئیس کی تلاش واجب ہے۔ علیھم طلب والی مسلم (صفا ۱۰۰)

اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جن مسائل میں مسلمانوں کو "قضاء شرعی" کی ضرورت پیش آتی ہے "دین کامل" نے غیر اسلامی ممالک میں اس کا کیا چارہ کار بتایا ہے، اور غالباً اس تفصیل کے بعد عہد حاضر کے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے احکام واضح ہوگئے، فللّٰہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ وصلی اللّٰہ علی النبی الخاتم المرسل وعلی آلہ واصحابہ اجمعین و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

خاتمہ

اس وقت تک جو کچھ کہا گیا وہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے مسلک کی توضیح تھی ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ دوسرے ائمہ کے نقاط نظر کو بھی ہم پیش کریں گے۔ بالفعل اتنی عرض ہے کہ مندرجہ بالا مواد و مقدمات کو پیش نظر رکھ کر علماء احناف کو غور کرنا چاہیے کہ وہ حنفیوں کے لیے کیا راہ عمل تجویز کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مولانا شاہ عبد العزیز کے ان فتووں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جو فتاویٰ عزیزیہ کے مختلف مقامات پر درج ہیں۔

۲؎ لیکن سچ یہ ہے کہ بجز حجۃ الوداع کی حدیث کے ان کا استدلال کسی چیز سے نہیں ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دارالاسلام ہونے اور امن و ذمہ دینے کے بعد اس قسم کے تمام معاملات حرام ہوجاتے ہیں، باقی یہ کہنا کہ گذشتہ کیوں نہیں دلایا گیا تو اس قسم کا مال قبضہ سے پیشتر صرف مباح ہوتا ہے ملک میں نہیں آتا۔ جب مملوک ہی نہ ہوا تو حق ہی کیا تھا جو ملتا بعضوں نے وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین والی آیت سے استدلال کیا کہ یہودی بھی تو دارالحرب میں اس کا کاروبار غیر یہودیوں سے کرتے ہوں گے۔ اگر یہ صورت جائز ہوتی تو قرآن سب منع کرنے کے لئے کیوں کہتا لیکن ان کو معلوم نہیں کہ مسئلہ حلت غنیمت پر مبنی ہے اور غنیمت کا استحلال صرف امت محمدیہ کے ساتھ مخصوص ہے فلینظر الی کتب الحدیث ۱۲۔

© rasailojaraid.com